منتخب الأبواب

من

إحياء علوم الدين

سُؤَالًا جَوَاباً اَسَائِنْمَنْٹ

مرتب محمد افضل رضا عطاری
شعبہ فیضان آن لائن اکیڈمی (دعوتِ اسلامی)
03085563948

المدينة العلمية
(دعوت اسلامی)
(شعبۂ درسی کتب)

منتخب الأبوا ب من احیاء علوم الدین

سوالاً جواباً اسائنمنٹ

مرتب و کمپوزر: محمد افضل رضا عطاری باب الِاسلام سندھ

شعبہ فیضان آن لائن اکیڈمی (دعوت اسلامی)

مزید کتب کے اسائنمنٹ کے لیے ہمارا واٹس ایپ اور انسٹاگرام گروپ جوائن فرمائیں

WhatsApp Number: 03085563948

بسم الله الرحمن الرحيم

{ ذم الحسد،و الجاه،والرياء،والكبر ،والعجب }

{بیان ذم الحسد}

سوال: حسد کی مذمت پر دو فرامینِ مصطفےٰ ﷺ تحریر فرمائیں۔

جواب: حسد کی مذمت پر دو فرامینِ مصطفےٰ ﷺ

❖ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

❖ رسول اکرم ، شاہ بنی آدم صلی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حسد ، اس کے اسباب اور نتائج سے روکتے ہوئے ارشاد فرمایا: آپس میں حسد نہ کرو، قطع تعلقی نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض و عداوت نہ رکھو، پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی برائی نہ کرو اور اے اللہ عزوجل کے بندو ابھائی بھائی ہو کر رہو۔

سوال بدگمانی بدشگونی اور حسد سے بچنے کے طریقے تحریر کریں

جواب: جب تمہارے دل میں بدگمانی آئے تو اسے سچ نہ جانو جب کوئی بدشگونی لو تو اپنا کام جاری رکھو اور جب حسد پیدا ہو تو حد سے نہ بڑھو۔

سوال: پچھلی امتوں کی بیماریاں حدیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں۔

جواب: ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا عنقریب میری امت کو پچھلی امتوں کی بیماری لاحق ہوگی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی پچھلی امتوں کی بیماریاں کیا ہیں ارشاد فرمایاتکبر کرنا اترانا کثیر مال جمع کرنا دنیا میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا اور اپس میں بغض و حسد رکھنا یہاں تک کہ یہ سب حد سے بڑھ جائے گا اور پھر قتل عام ہوگا۔

سوال: حسد کی تعریف ما حکم بیان کریں

جواب: **حسد کی تعریف :۔**

تم اس کی نعمت کو ناپسند کرو اور اس کے زوال کی خواہش کرو اس حالت کو حسد کہتے ہیں ۔

حسد کا حکم : حسد ہر حال میں حرام البتہ کسی فاجر و فاسق کو کوئی نعمت ملے اور وہ اسے فتنہ انگیزی اور فساد کے لیے اور لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیے استعمال کرے تو اس کے لیے اس نعمت کو ناپسند کرنا اور اس کے زوال کی تمنا کرنا جائز ہے۔

سوال: منافست (رشک) کی تعریف بیان کریں

جواب: تم زوال نعمت کی خواہش نہ کرو اور نہ اس کے وجود اور اس کی ہمیشگی کو ناپسند جانو البتہ تمہارے دل میں یہ چاہت ہو کہ تمہیں بھی اس قسم کی نعمت ملے۔ اس حالت کو رشک کہتے ہیں اور اسے منافست (آگے بڑھنے کی خواہش) سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

سوال: رشک کرنا کب واجب مستحب اور مباح ہے؟

جواب: اگر کوئی نعمت دینی ہو اور واجب ہو مثلاً ایمان، روزہ، نماز اور زکوۃ تو ایسی نعمت پر رشک کرنا واجب ہے۔ اگر نعمت ایسی ہو جو فضائل سے تعلق رکھتی ہو مثلاً اچھے کاموں میں مال خرچ کرنا اور صدقہ و خیرات وغیرہ کرنا تو ایسی نعمت پر رشک کرنا مستحب ہے اگر نعمت ایسی ہو جس سے فائدہ اٹھانا جائز ہو تو اس پر رشک کرنا مباح ہے

سوال حسد کے کتنے درجات ہیں؟

جواب: **حسد کے چار درجات ہیں:**

- پہلا درجہ: دوسرے سے زوال نعمت کا خواہش مند ہونا۔
- دوسرا درجہ: دوسرے کی نعمت میں ایسی رغبت کرنا بعینٖ وہ نعمت اس سے زائل ہو کر میرے پاس آجائے
- تیسرا درجہ: دوسرے کو جو نعمت حاصل ہے بعینہ اس کی خواہش نہ کرنا بلکہ اس جیسے نعمت کی خواہش کرنا اب اگر حاسد کو اس جیسی نعمت نہ ملے تو وہ محصود سے زوال نعمت کے خواہش کرتا ہے تاکہ ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہ رہے۔
- چوتھا درجہ: دوسرے کی نعمت جیسی خواہش کرنا اور خواہش پوری نہ ہونے کی صورت میں زوال نعمت کی تمنا کرنا۔

سوال: حسد اور رشک کے اسباب تحریر کریں؟

جواب: رشک کا سبب قابل رشک چیز کی محبت ہے۔ اگر اس کا تعلق دینی امور سے ہے تو رشک کا سبب اللہ عزوجل کی محبت اور اس کی اطاعت کی چاہت ہے۔ اور اگر دنیاوی امور سے ہے تو رشک کا سبب دنیا کی

مباح اشیاء کی محبت اور ان سے لطف اندوز ہونے کی چاہت ہے۔ اگر ہم مذموم حسد میں غور کریں تو اس کے راستے بہت زیادہ ہیں لیکن ان سب کو سات ابواب میں جمع کیا گیا۔

(1)دشمنی (2) تکبر (3) تعزز (4) تعجب (5) محبوب مقاصد

(6) حکومت کی چاہت (7) خبث باطل اور بخل نفس

سوال علماء کرام کب حسد کرتے ہیں؟

جواب: جب علماء علم کے ذریعے مال اور مرتبہ حاصل کرنا چاہیں تو وہ ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں کیونکہ مال ایک ٹھوس چیز ہے جب وہ ایک ہاتھ میں جاتا ہے تو دوسرا اس سے خالی ہو جاتا ہے اور مرتبہ سے مراد دلوں کا مالک بننا ہے اور جب ایک شخص کا دل کسی ایک عالم کی تعظیم سے لبریز ہو جاتا ہے تو وہ دوسرے کی تعظیم سے پھیر جاتا ہے یا اس میں سے کچھ نہ کچھ کمی آ جاتی ہے اور یہی بات باہمی حسد کا باعث بنتی ہے۔

سوال: علم اور مال میں کیا فرق ہے؟

جواب: علم اور مال میں فرق یہ ہے کہ مال اس وقت تک کسی کے ہاتھ میں نہیں آتا جب تک وہ ایک کے ہاتھ سے نکل نہ جائے جبکہ علم عالم کے دل میں محفوظ ہوتا ہے۔ اور اس کے سکھانے سے دوسرے کے دل میں چلا جاتا ہے اور اس کے دل سے بھی نہیں نکلتا۔

سوال: حسد کا دینی و دنیاوی نقصان کیا ہے؟

جواب : **حسد کا دینی نقصان:**

یہ ہے کہ تم اس کے ذریعے اللہ عزوجل کی ناراضی مول لیتے ہو اور ان نعمتوں پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے جو اس نے اپنے بندوں پر کی ہیں۔ اور اس کے عدل و انصاف پر انگلی اٹھاتے ہو جو اس نے اپنی مملکت میں مخفی حکمتوں کے ذریعے قائم کیا ہے.

حسد کا دنیوی نقصان :

تمہیں دنیا میں حسد کا یہ نقصان اٹھانا پڑے گا کہ حسد کی وجہ سے تکلیف و عذاب میں رہو گے اور ہمیشہ رنج و غم میں مبتلا رہو گے کیونکہ اللہ عزوجل نے تمہارے دشمنوں کو جو نعمت عطا فرمائی ہے وہ ان سے واپس نہیں

لے گا اور تم جب بھی ان پر کوئی انعام دیکھو گے جلو گے اور ان سے دور ہونے والی ہر مصیبت تمہیں غمگین کر دے گی یوں تم پریشان دل اور سینہ تنگ لیے مغموم و محروم رہو گے.

سوال: بروز قیامت کون کس کے ساتھ ہوگا؟

جواب: ایک بدوی صحابی نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت تو کرتا ہے مگر ان کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا؟ ارشاد فرمایا: " الْمَرء مَعَ مَنْ أَحَب یعنی آدمی جس سے محبت کرتا ہے (روز قیامت) اس کے ساتھ ہوگا۔

سوال: تین قسم کے جنتی کون ہیں؟

جواب: **جنتی تین قسم کے ہیں:**

(1) نیکی کرنے والا

(2) نیکوکار سے محبت کرنے والا

(3) اس سے اذیت کو دور کرنے والا۔

{غصہ، تحمل مزاجی، کینہ کا بیان}

سوال غصے کی مذمت میں دو فرامینِ مصطفےٰ ﷺ تحریر فرمائیں۔

جواب:دو فرامینِ مصطفےٰ ﷺ:

❖ حضرت سیدنا ابن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنھما فرماتے ہیں: میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: اللہ عزو جل کے غضب سے مجھے کیا چیز بچا سکتی ہے ؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غصہ نہ کیا کروں۔

❖ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضور نبی پاک صلی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ہم سے پوچھا تم پہلوان کسے سمجھتے ہو ؟ ہم نے عرض کی: جسے لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ آپ صلی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ الہِ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ پہلوان نہیں بلکہ پہلوان وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے ۔

سوال: غصے کی مذمت میں فرامینِ بزرگان دین تحریر فرمائیں۔

جواب: حضرت سید نا حسن بصری عَلَیْہِ رُحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اے ابن آدم ! جب تو غصہ کرتا ہے تو اچھلتا ہے قریب ہے کہ کہیں تو ایسی چھلانگ نہ لگا بیٹھے جو تجھے جہنم میں پہنچا دے۔

سوال: انسان شیطان کو کتنی اور کونسی چیزوں میں عاجز نہیں کر سکتا؟

جواب: انسان شیطان کو تین چیزوں میں عاجز نہیں کر سکتا :

(1) جب وہ نشے میں ہوتا ہے تو میں اس کے نتھنوں سے پکڑ کر اسے جہاں چاہتا ہوں لے جاتا ہوں پھر وہ میری خاطر ہر وہ کام کرتا ہے جسے میں پسند کرتا ہوں۔

(۲) جب غصہ میں ہوتا ہے تو ایسی بات کہہ جاتا ہے جسے نہیں جانتا اور ایسا عمل کرتا ہے جس پر بعد میں نادم ہوتا ہے ۔

(۳) جب اپنے مال میں بخل کرتا ہے تو میں اسے ایسی امیدیں دلاتا ہوں جن پر وہ قدرت نہیں پاتا۔

سوال: کفر کے کتنے اور کون کونسے ارکان ہیں ؟

جواب: کفر کے چار ارکان ہیں :

(1)غصہ (2) شہوت (3) بیوقوفی (4) طمع

سوال: غصے کی حقیقت اور محل بیان کریں۔

جواب: اللہ عزوجل نے قوتِ غضب کو آگ سے بنایا ہے اور اسے انسان کے اندر رکھ دیا ہے، اب جب بھی اسے کسی غرض اور مقصد سے روکا جاتا ہے تو اس کے اندر موجود غضب کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور جوش میں آجاتی ہے جس کے باعث اس کے دل کا خون کھول اٹھتا ہے اور رگوں میں پھیل جاتا ہے اور بدن کے بالائی حصے کی طرف بلند ہو جاتا ہے جس طرح آگ کی لپٹیں اوپر اٹھتی ہیں یا جیسے ہانڈی کا اُبال اوپر کو اٹھتا ہے۔ لہذاوہ چہرے کی طرف بلند ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے آنکھیں اور چہرہ سرخ ہو جاتے ہیں اور چونکہ چہرہ صاف و شفاف ہوتا ہے اس لئے چہرے میں سرخی صاف دکھائی دیتی ہے جیسے شیشے کے گلاس میں کوئی چیز ہو تو باہر سے اس کی رنگت صاف دکھائی دیتی ہے۔ یہ خون کا پھیلنا اس وقت ہوتا ہے جب انسان کو اپنے سے کمزور آدمی پر غصہ آئے اور اسے اس بات کا علم ہو کہ وہ اس پر اپنا غصہ نکال سکتا ہے اور اگر غصہ اپنے سے طاقتور آدمی پر آئے اور اس سے انتقام نہ لے سکتا ہو تو یہ خون ظاہری جلد سے سمٹ کر دل کے اندر چلا جاتا ہے اور حزن و ملال کا باعث بنتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس وقت انسان کا چہرہ زرد پڑ جاتا ہے اور اگر غصہ اپنے سے ہم پلہ پر آئے تو یہ دونوں کیفیتیں ظاہر ہوتی ہیں اور اضطراب کی وجہ سے کبھی چہرہ سرخ اور کبھی زرد ہو جاتا ہے۔

سوال: غصے کے اسباب عادیہ تحریر فرمائیں۔

جواب: وہ ایسے لوگوں میں اٹھتا اور بیٹھتا ہو جو فخریہ غصے کا اظہار کرتے ہوں اور اسے بہادری اور مردانگی سے تعبیر کرتے ہوں جیسے ان میں سے کوئی یہ کہتا ہے: ہم کسی کے مکر و فریب پر صبر نہیں کرتے اور نہ کسی کی بات برداشت کرتے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ (وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ نہ ہم میں عقل ہے اور نہ بردباری)۔

سوال: زبان اور دل پر غصے کے کونسے اثرات ظاہر ہوتے ہیں؟

جواب: زبان پر غصے کے اثرات:

زبان پر غصے کے اثرات اس طرح مرتب ہوتے ہیں کہ اس سے بری باتیں نکلتی ہیں مثلاً: ایسی فحش اور گندی گالیاں وغیرہ کہ جن سے ہر صاحب عقل کو حیا آئے، یہاں تک کہ غصہ ختم ہو جائے تو خود اس شخص کو اپنی باتوں پر شرم محسوس ہو، یہی وجہ ہے کہ کلام بے ربط اور الفاظ خلط ملط ہو جاتے ہیں۔

دل پر اثرات:

دل پر اس کے اثرات یہ مرتب ہوتے ہیں کہ جس پر غصہ ہو اس کے خلاف دل میں کینہ اور حسد پیدا ہو جاتا ہے، اس کی مصیبت پر خوشی کا اور خوشی پر غم کا اظہار کرتا ہے، اس کا راز فاش کرنے، دامن عزت چاک کرنے اور مذاق اُڑانے کا عزم مصمم (یعنی پختہ ارادہ) کئے ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کئی دیگر برائیاں جنم لیتی ہیں۔ یہ جو کچھ ابھی مذکور ہوا حد سے بڑھنے والے غصے کا نتیجہ ہے۔

سوال: شیطان انسان پر کب غالب اتا ہے؟

جواب: حضرت سیدنا خیثمہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں شیطان کہتا ہے انسان مجھ پر کیسے غالب آ سکتا ہے؟ جب وہ خوشی کی حالت میں ہوتا ہے تو میں اس کے دل میں چلا جاتا ہوں اور جب وہ غصے کی حالت میں ہوتا ہے تو میں اڑ کر اس کے سر میں چلا جاتا ہوں۔

سوال: حضرت حسن بصری کے قول کے مطابق مسلمان کے چند علامات بیان کریں؟

جواب: حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کی علامتیں یہ ہیں: دین میں مضبوط، نرم مزاجی پر ثابت قدم رہنے والا، یقین کے ساتھ ایمان رکھنے والا، علم رکھنے والا بردبار، نرمی کے ساتھ دانائی رکھتا ہو، جائز مقام پر خرچ کرتا ہو، مالداری میں میانہ روی، فاقہ میں صبر، قدرت کے وقت احسان دوستی میں تحمل مزاجی اور تنگی میں صبر کرتا ہوں جب اس پر ظلم ہو تو معاف کر دیتا ہو جاہل سے درگزر کرتا ہو اور اس کا نفس اس سے تنگ ہو جبکہ لوگ اس سے خوش ہوں۔

سوال: قوت غضب (غصے) کے کتنے درجات ہیں؟

جواب: **قوت غضب کے تین درجات ہیں:**

(1)تفریط (2) افراط (3) اعتدال

تفریط:- قوت غضب میں تفریط سے مراد غصے کا بالکل نہ ہونا یا کم ہونا ہے اور یہ مذموم ہے ایسے ہی لوگوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان میں حمیت و غیرت نام کی کوئی چیز نہیں۔

افراط:- قوت غضب میں افراد سے مراد یہ ہے کہ غصہ انسان پر اس قدر غالب آ جائے کہ وہ عقل اور دین دونوں کی سمجھ بوجھ سے عاری ہو جائے اور اس کے پاس کسی قسم کی بصارت نظر اور فکر اور اختیار نہ رہے بلکہ وہ ایک بے چین اور مجبور قسم کا انسان بن جائے ۔

اعتدال:- قابل تعریف وہ غصہ ہے جو عقل اور دین کے تابع ہو یعنی جہاں غیرت کا معاملہ ہو وہاں غصہ آئے اور جہاں بردباری کا موقع ہو وہاں غصہ نہ آئے غصے کو حد اعتدال پر رکھنا ہی استقامت ہے۔

سوال: ظاہری جسم اور اعضاء پر غصے کے کونسے اثرات ظاہر ہوتے ہیں؟

جواب: **ظاہری جسم پر غصے کے اثرات:-**

غضب کے جسم پر جو اثرات طاری ہوتے ہیں وہ یہ ہیں: رنگ کا متغیر ہونا، بدن پر کپکپی طاری ہونا، اپنے افعال پر قابو نہ رہنا، حرکات و سکنات میں بے چینی کا پایا جانا، نیز کلام کا مضطرب ہو جانا یہاں تک کہ باچھوں سے جھاگ نکلنا،آنکھوں کی سرخی حد سے بڑھ جانا ناک نتھنے پھول جانا بلکہ ساری صورت کا ہی تبدیل ہو جانا۔

اعضاء پر غصے کے اثرات:-

اس طرح مرتب ہوتے ہیں کہ وہ مار دھاڑ کرتا ہے کپڑے پھاڑتا ہے اور لاپرواہی سے زخمی اور قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا جس پر غصہ آیا ہے اگر وہ بھاگ جائے یا کسی وجہ سے اس کے قابو میں نہ آئے تو وہ غصہ اپنے اوپر اتارتا ہے۔

سوال ریاضت کے ذریعے غصے کو کم کرنے کا طریقہ بیان کیجیے۔

جواب: اس میں ریاضت کا یہ مقصد نہیں کہ غصے کو بالکل ختم کر دیا جائے بلکہ اس کو ایک ایسی حد پر رکھنا مقصد ہے جس کو شرع اور عقل دونوں اچھا جانتے ہوں، جو کہ مجاہدہ و ریاضت کے ذریعے ممکن ہے وہ اس طرح کہ ایک مدت تک بناوٹی تحمل اور بردباری سے کام لیا جائے یہاں تک کہ وہ تحمل و برد باری اس کی فطرت میں شامل ہو جائے۔ دل سے غصے کو بالکل ختم کرنا یہ طبیعت کا تقاضا نہیں ہے اور نہ ہی یہ ممکن ہے البتہ اس کی شدت کو ختم کرنا اور اس کا زور کم کرنا ممکن ہے تا کہ باطن میں غصے کا ہیجان زیادہ نہ ہو اور وہ اس قدر کمزور ہو جائے کہ اس کا اثر چہرے پر دکھائی نہ دے لیکن یہ بہت مشکل امر ہے۔

سوال: غصے کو قابو کرنے کے متعلق بزرگان دین کے دو واقعات بیان کیجئے۔

جواب: غصے کو قابو کرنے کے متعلق بزرگان دین کے واقعات:

(1) ایک مرتبہ حضرت سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کو کسی نے گالی دی تو اپ نے اس سے فرمایا اگر میزان عمل میں میرے نامہ اعمال کا پلڑا ہلکا ہوا تو جو کچھ تو کہتا ہے میں اس سے بھی برا ہوں اور اگر میرے نام اعمال کا پلڑا بھاری ہوا تو تیری گالی سے مجھے کچھ نقصان نہیں ہوگا۔

(2) ایک شخص نے حضرت سیدنا امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو گالی دی تو اپ نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو اللہ عزوجل میری مغفرت فرمائے اور اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے۔

سوال: غصے کے اسباب اور ان سے بچنے کا طریقہ بیان کریں۔

جواب: غصے کے اسباب یہ ہیں: فخر و غرور، خود پسندی، مزاح، فضول گفتگو کرنا، لوگوں کا مذاق اُڑانا، عار دلانا، جھگڑنا، بات کاٹنا اور زائد از ضرورت مال اور جاہ و منصب کی شدید حرص کرنا۔ یہ تمام عادات شرعاً مذموم ہیں اور جب تک یہ عادات موجود ہیں غصے سے نجات حاصل کرنا ممکن نہیں لہذا ضروری ہے کہ ان عادات کو ان کی مخالف عادات کے ذریعے زائل کیا جائے۔ مثلاً عاجزی کے ذریعے فخر و غرور کو اور اپنے نفس کی پہچان کے ذریعے خود پسندی کو دور کرے فخر و غرور کو دور کرنے کے لئے یہ گمان کرے کہ خود بھی اپنے خادموں کی طرح ایک عام بندہ ہے۔

سوال: بے جا غصہ کرنے والوں کا علاج تحریر فرمائیں۔

جواب: اس قسم کے جاہل لوگوں کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں صالحین کے عفو و درگزر پر مشتمل واقعات سنائے جائیں اور انہیں بتایا جائے کہ وہ غصہ پی جایا کرتے تھے اور اس طرح کے واقعات انبیا، اولیا، حکما، علما اور نیک خصلت بادشاہوں سے منقول ہیں اور جو واقعات اس کے بر عکس ہیں وہ کر دوں، ترکوں، جاہلوں اور کند ذھن لوگوں سے منقول ہیں جنہیں نہ تو عقل حاصل ہے اور نہ ہی کوئی فضیلت۔

سوال علم کے ذریعے غصے کے علاج کے کتنے طریقے ہیں کوئی سے دو طریقے تحریر فرمائیں؟

جواب: غور و فکر کرے کہ اس کا غصہ کس وجہ سے ہے کیا اس وجہ سے وہ غصہ ہیں کہ اس کی مرضی کے مطابق کام نہیں ہوا بلکہ اللہ عزوجل کی مرضی کے موافق ہوا تو وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میری مرضی اللہ عزوجل کی مرضی سے بہتر ہے اگر وہ یہ کہے گا تو قریب ہے کہ اس پر اللہ عزوجل کا غضب ہو جو اس کے غضب سے بھی بڑھ کر ہو۔

غصے کے وقت صورت بگڑنے کا سوچے کہ جب کوئی غصہ کرتا ہے تو غصے کی حالت میں اس کی شکل کس قدر بھیانک نظر آتی ہے اور غصے والے شخص کو کاٹنے والے کتے اور خون خوار درندے کی طرح خیال کرے اور بردبار شخص کو انبیاء اولیاء علماء کی طرح خیال کریں پھر اپنے نفس کو اختیار دے کہ وہ خود کو کتوں درندوں اور ذلیل لوگوں کے ساتھ تشبیہ دینا پسند کرے گا یا علماء اور انبیاء کی عادات کے ساتھ تشبیہ دینا پسند کرے گا اگر اس کے پاس کچھ عقل باقی ہو تو نفس ان نفوس قدسیہ کی طرف مائل ہو۔

سوال: غصہ پینے کی فضیلت پر دو فرامینِ مصطفےٰ ﷺ تحریر فرمائیں۔

جواب: غصہ پینے کی فضیلت پر دو فرامینِ مصطفےٰ ﷺ

❖ رضائے الٰہی کے لئے جو بندہ غصے کا گھونٹ پی لے اللہ عزوجل کے نزدیک اس سے زیادہ اجر والا کوئی گھونٹ نہیں۔

❖ بے شک جہنم میں ایک ایسا دروازہ ہے جس سے وہی شخص داخل ہو گا جس کا غصہ اللہ عزوجل کی نافرمانی پر ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔

سوال: غصہ پینے کی فضیلت پر دو اقوال بزرگان دین تحریر فرمائیں

جواب: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: جو شخص اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے وہ غصہ نہیں کرتا اور جو اللہ عزوجل کا خوف رکھتا ہے وہ اپنی من مانی نہیں کرتا اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو تم وہ نہ دیکھتے جو آج تم دیکھ رہے ہو۔

حضرت سید نا لقمان حکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: مانگ کر اپنی عزت کا سودا مت کر ، اپنی رسوائی کے سبب غصہ مت کر اور اپنی قدر خود پہچان یہ چیز تجھے زندگی میں نفع دے گی۔

سوال: تحمل مزاجی کی فضیلت پر دو فرامینِ مصطفےٰ ﷺ تحریر فرمائیں۔

جواب: تحمل مزاجی کی فضیلت پر دو فرامینِ مصطفےٰ ﷺ:۔

- ❖ علم سیکھنے سے آتا ہے، تحمل مزاجی بتکلف برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور جو بھلائی حاصل کرنے کی کوشش کرے اسے بھلائی دی جاتی ہے اور جو شر سے بچنا چاہتا ہے اسے بچایا جاتا ہے۔
- ❖ علم حاصل کرو اور علم کے ساتھ سکون اور بردباری بھی سیکھو ، اپنے اساتذہ اور شاگردوں سے نرمی سے پیش آؤ اور متکبر علما میں سے نہ بنو ورنہ تمہاری جہالت تمہاری بردباری پر غالب آجائے گی۔

سوال: ابو ضمضم کون تھا؟

جواب: سردار دو جہاں، رحمت عالمیان صلی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ابو ضمضم کی طرح نہیں ہو سکتا ؟ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرضوان نے عرض کی : ابو ضمضم کون ہے ؟ ارشاد فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جب صبح ہوتی تو وہ یوں کہتا : اے اللہ مراد جل ! میں نے آج کے دن اپنی عزت اس شخص پر صدقہ کی (یعنی اسے معاف کیا) جو مجھ پر ظلم کرے۔

سوال: بردبار، بہادر، بھائی کس طرح پہچانے جاتے ہیں ؟

جواب: حضرت سید نا لقمان حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تین آدمی تین اوقات میں پہچانے جاتے ہیں: بردبار غصے کے وقت ، بہادر لڑائی کے وقت اور بھائی ضرورت کے وقت۔

سوال: غصے کے اعتبار سے لوگوں کی کتنی اور کونسی اقسام ہیں؟

جواب:۔ غصے کے اعتبار سے لوگوں کی چار قسمیں ہیں:

(1) بعض لوگ گھاس کی طرح ہوتے ہیں جسے آگ جلد جلاتی ہے اور جلد ہی بجھ جاتی ہے۔ (۲) بعض لوگ جھاؤ کے درخت کی طرح ہوتے ہیں جسے دیر سے آگ لگتی ہے اور دیر سے بجھتی ہے۔ (۳) بعض لوگ گیلی لکڑی کی طرح ہوتے ہیں جسے دیر سے آگ لگتی ہے اور جلد ہی بجھ جاتی ہے۔ یہ لوگ قابل تعریف ہیں بشر طیکہ ان میں غیرت و حمیت کی کمی نہ ہو ۔ (۴) بعض لوگ جلد غصے میں آجاتے ہیں اور دیر سے ان کا غصہ ختم ہوتا ہے۔ یہ انتہائی برے لوگ ہیں۔

سوال: تحمل مزاجی کی تعریف کریں۔

جواب غصہ پینے والے کو تحمل مزاجی کہتے ہیں۔

سوال: کونسے پانچ کام انبیاء کرام کی سنت ہے؟

جواب: درج ذیل پانچ کام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہیں:

(1) حیا (2) تحمل مزاجی (3) مسواک کرنا (4) خوشبو لگانا (5) سینگی لگوانا ۔

سوال: بردباری کے متعلق بزرگان دین کے تین اقوال لکھیں۔

جواب: امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں علم سیکھو اور علم کے لیے وقار اور بردباری اختیار کرو۔

امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ القریب فرماتے ہیں خیر اس چیز کا نام نہیں کہ تمہارا مال اور اولاد زیادہ ہوں بلکہ خیر و برکت یہ ہے کہ تمہارا علم اور حلم زیادہ ہو اور اللہ عزوجل کی عبادت کے ساتھ لوگوں کے سامنے فخر نہ کرو جب نیکی کرو تو اللہ عزوجل کا شکر ادا کرو اور جب گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ عزوجل سے مغفرت طلب کرو۔

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عمل قسطون بردباری ہے اور صبر تمام باتوں کا جامع ہے۔

سوال: کامل مومن کی علامت لکھیں۔

جواب: حدیث پاک میں ہے مومن کو غصہ جلد آتا ہے اور جلد ہی چلا جاتا ہے۔

سوال: کینہ کے معنی اوراس کی وجہ سے پیدا ہونے والی برائیاں تحریر کریں۔

جواب: کینہ کا معنی ہے دل کا کسی کو بھاری سمجھنا اور ہمیشہ کے لیے اس سے نفرت کرنا اور دشمنی رکھنا۔

کینہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی اٹھ برائیاں:

(1) حسد (2) بغض و عداوت (3) قطع تعلقی (4) حقیر سمجھنا

(5) غلط باتیں منسوب کرنا (6) مذاق اڑانا (7) تکلیف پہچانا (8) حقوق کی ادائیگی نا کرنا ۔

سوال: عفو کا کیا معنی ہے ؟

جواب: عفو کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنا حق چھوڑ دے اور بالکل بری الذمہ ہو جائے مثلاً قصاص یاتاوان نہ لو۔

سوال: عفو و درگزر پر دو فرامینِ مصطفٰے ﷺ تحریر فرمائیں ۔

جواب: عفو و درگزر پر دو فرامینِ مصطفٰے ﷺ :۔

- جس نے ظالم کے لئے بد دعا کی اس نے اپنا بدلہ لے لیا۔
- قیامت کے دن جب اللہ عزوجل مخلوق کو اٹھائے گا تو ایک منادی عرش کے نیچے سے تین مرتبہ ندادے گا کہ اے توحید پر قائم رہنے والو! بے شک اللہ عزوجل نے تمہیں معاف کر دیا، تم بھی ایک دوسرے کو معاف کر دو۔

سوال: نبوت کی وہ کون سی خصلتیں تھیں جو حضرت ذوالقرنین کو عطا کی گئ؟

جواب: مندرجہ ذیل چار خصلتیں تھیں:

- بدلہ لینے کی طاقت کے باوجود معاف کر دیتے ۔
- وعدہ کرتے تو پورا کرتے۔
- گفتگو کرتے تو سچ بولتے ۔
- آج کا کام کل پر نہ چھوڑتے۔

سوال: نرمی کی فضیلت پر چار فرامین مصطفی تحریر فرمائے۔

جواب: نرمی کی فضیلت پر چار فرامینِ مصطفے ﷺ:۔

❖ نرمی برکت اور سختی نحوست ہے۔

❖ اطمینان اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔

❖ جو نرمی سے محروم کیا گیا وہ تمام بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔

❖ اللہ عزوجل جب کسی گھر والوں کو پسند فرماتا ہے تو ان میں نرمی پیدا کر دیتا ہے۔

سوال: نرمی اور سختی کے متعلق بزرگان دین کے دو اقوال لکھیں۔

جواب: حضرت سیدنا عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نرمی کیا ہے انہوں نے کہا اپ باوقار اور بردبار ہیں اور حاکموں سے مہربانی والا معاملہ کریں پوچھا سختی کیا ہے کہا اپ کا اپنے امام اور ان لوگوں سے دشمنی رکھنا جو اپ کا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کیا تم جانتے ہو نرمی کیا ہے انہوں نے کہا اے ابو محمد اپ ہی بتا دیں فرمایا کاموں کو ان کے موقع محل پر رکھنا نرمی ہے سختی کی جگہ سختی تلوار کی جگہ تلوار اور کوڑے کی جگہ کوڑا ہونا چاہیے۔

{کتاب ذم الجاہ والریاء}

شہرت اور ناموری کی مذمت

سوال: شہرت کی مذمت پر دو فرامینِ مصطفےٰ ﷺ تحریر فرمائیں۔

جواب: شہرت کی مذمت پر دو احادیث مبارکہ:

❖ کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ لوگ اس کے دین یا دنیا کے حوالے سے اس کی طرف انگلی اٹھائیں مگر جسے اللہ محفوظ رکھے۔

❖ کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ لوگ اس کے دین یا دنیا کے حوالے سے اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کریں مگر جس سے اللہ عزوجل اس برائی سے محفوظ فرمائے اللہ عزوجل تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

سوال: شہرت کے متعلق تین اقوال بزرگان دین تحریر کریں۔

جواب: شہرت کے متعلق تین اقوال بزرگان دین:

❖ حضرت سیدنا طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے گرد تقریبا 10 افراد کو جمع دیکھا تو فرمایا لالچ کی مکھیاں اور جہنم کے پروانے ہیں۔

❖ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے فرمایا جس نے شہرت کو پسند کیا اس نے اللہ عزوجل کی تصدیق نہیں کی۔

❖ امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم فرماتے ہیں خرچ کرو تشہیر نہ کرو اور خدا کو اس کے لیے بلند نہ کرو کہ تمہیں پہچانا جائے اور تمہارا نام ہو بلکہ چھپے رہو اور خاموشی اختیار کرو سلامت رہو گے اس طرح تم سے نیک لوگ خوش اور بدکار ناراض ہوں گے۔

سوال: گمنامی کی فضیلت پر فرامینِ مصطفےٰ ﷺ تحریر فرمائیں۔

جواب: بہت سے بکھرے بالوں والے، گرد آلود چہرے اور پھٹے پرانے کپڑوں والے ایسے ہیں جن کی طرف لوگ حقارت کی وجہ سے توجہ نہیں کرتے حالانکہ ان کی شان یہ ہے کہ اگر وہ کسی بات پر اللہ عزوجل کی قسم کھا

لیں تو اللہ عزوجل ان کی قسم کو ضرور پورا فرماتا ہے ، ان ہی لوگوں میں سے براء بن مالک بھی ہیں۔

سوال:گمنامی کے متعلق دو اقوال بزرگان دین تحریر فرمائیں ۔

جواب: حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: لوگو! ہدایت کے چراغ اور علم کے سر چشمے بن جاؤ، اپنے گھروں کو لازم پکڑ لو، اپنی راتوں کو عبادت سے منور کرو اور اپنے دلوں کو غیر اللہ کے خیال سے خالی کرو(یوں تم) آسمان والوں میں پہچانے جاؤ گے اگر چہ اہل زمین سے تم پوشیدہ رہو گے۔

سوال: اولیاء اللہ میں سب سے زیادہ قابل رشک کون ہے؟

جواب حضرت سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے بے شک میرے اولیاء میں زیادہ قابل رشک وہ بندہ مومن ہے جو کم مال و عیال والا اپنے رب کی خوب اچھے طریقے سے عبادت کرنے والا خلوت میں بھی اس کی اطاعت کرنے والا لوگوں میں ایسا گمنام رہنے والا کہ اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہ کیا جائے اور پھر اپنے اس حال پر صبر کرنے والا اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے انگوٹھے کو انگلی پر مارا اور فرمایا اس کی موت جلد آ جائے اس کا ترکہ اور اس پر رونے والے بہت تھوڑے ہوں ۔

سوال: انبیاء کرام علیہم السلام خلفائے راشدین آئمہ دین کی شہرت سے بڑھ کر تو کسی کی شہرت نہیں پھر ان حضرات کے متعلق گمنامی کی فضیلت کیوں مروی نہیں؟

جواب: مذموم وہ شہرت ہے جس کی چاہت کی جائے البتہ جو شہرت بغیر طلب کے محض اللہ عزوجل اپنی کرم سے عطا فرما دے وہ ہرگز مضموم نہیں۔

سوال : حب جاہ کی مذمت پر دو فرامینِ مصطفےٰ ﷺ تحریر فرمائیں ۔

جواب: حب جاہ کی مذمت پر 2 احادیث:

- جاہ و مال کی محبت دل میں ایسے نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزی اگاتا ہے۔
- دو بھوکے بھیڑئیے بکریوں کے ریوڑ میں اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا جاہ و مال کی محبت ایک مسلمان کے دین میں بگاڑ پیدا کرتی ہے۔

سوال: جاہ کا معنی اور اس کی حقیقت تحریر کریں؟

جواب : جاہ کا معنی ہے ان دلوں کا مالک ہو جانا جن سے اپنی تعظیم و طعت مقصود ہو۔

جس طرح مال سے محبت کرنے والا لونڈی اور غلاموں کا مالک بننا چاہتا ہے ایسے ہی طالب جہاں آزاد لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنا کر ان کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے بلکہ اس کے طلب تو محب مال کی طلب سے بڑھ کر ہے کیونکہ مالدار شخص تو زبردستی لونڈیوں اور غلاموں کا مالک ہوتا ہے اور یہ لوگ دل سے اس کی غلامی کو قبول نہیں کرتے اگر ان کو کوئی ذرا بھی راہ دکھائی دے تو اس کی غلامی سے نکل جائیں جبکہ صاحب جاہ کا یہ حال ہے کہ آزاد لوگ طبعی طور پر خوشی کے ساتھ اس کی غلامی طاعت قبول کرتے ہیں لہذا اس کی طلب تو لونڈیوں اور غلاموں کے مالک کی طالب سے کہیں زیادہ ہوئی چنانچہ جاہ کا معنی ہوا لوگوں کے دلوں میں گھر کرنا یہ جاہ کا معنی اور اس کی حقیقت ہے

سوال: موجودات کی اقسام تحریر کیجئے۔

جواب: موجودات کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں:

(1) وہ موجود جو فی نفسہ تغیر کو قبول نہیں کرتا جیسے ذات باری تعالی اور اس کی صفات۔

(2) وہ موجود جو تغیر کو قبول تو کرتا ہے لیکن مخلوق اس کی حقیقت کو بدلنے پر قادر نہیں جیسے آسمان، تارے فرشتے ، جن ، شیاطین، پہاڑ سمندر اور جو کچھ پہاڑ اور سمندروں میں ہیں ۔

(3) وہ موجود جس کا بدلنا بندے کی طاقت میں ہے جیسے زمین اور اس کے خزانے نباتات حیوانات اور لوگوں کے دل پس جس طرح انسان و حیوانوں کہ جسم بدل سکتے ہیں ایسے ہی دل بھی اثر قبول کرتے ہیں۔

سوال انسان کا اپنی مرضی کے مطابق تصرف کر کے غلبہ حاصل کرنا کتنی قسموں پر منقسم ہے وضاحت کیجیے۔

جواب: انسان کا اپنی مرضی کے مطابق تصرف کر کے غلبہ حاصل کرنا دو قسموں پر منقسم ہے :

(1) اجساد:۔ سے مراد درہم اور دینار اور دنیاوی ساز و سامان ہے انسان چاہتا ہے ان پر ایسا قادر ہو جائے کہ اپنی مرضی سے اٹھائے گرائے جیسے چاہے دے جسے چاہے روک لے تو یہ بھی ایک قدرت ہے اور قدرت کمال ہے اور کمال ربوبیت کی صفات میں سے ہے اور بوبیت طبقاً محبوب ہے۔

(2) ارواح:- سے مراد انسانوں کے نفوس اور ان کے قلوب ہیں اور یہ روئے زمین کے تمام چیزوں سے اعلی اور نفوس ہیں لہذا انسان ان پر قدرت و غلبہ چاہتا ہے تاکہ یہ اس کے لیے مسخر ہو کر اس کے اشارے اور ارادے کے تابع ہو جائیں یہ چاہت اس وجہ سے ہے کہ اس میں کمال غلبہ اور ربوبیت کی صفات کے ساتھ متشابہت ہے۔

سوال: کمال علم اللہ عزوجل کے لیے ہے اس کی تین وجوہات تحریر کریں۔

جواب: پہلی وجہ معلومات کثیروسیع ہے اور اللہ عزوجل کا علم ان تمام کو محیط ہے لہذا جیسے بندے کا علم بڑھتا ہے وہ اللہ عزوجل کے قریب ہو جاتا ہے۔

دوسری وجہ: علم کا تعلق معلوم سے ایسا ہو کہ اس کی حقیقت معلوم ہو جائے اور معلوم بالکل واضح اور روشن ہو جائے بے شک تمام کی تمام معلومات اپنی حقیقت کے ساتھ اللہ عزوجل کے لیے بالکل واضح اور روشن ہے اسی وجہ سے جب بندے کا علم زیادہ واضح زیادہ یقینی زیادہ سچا اور معلومات کی صفات کی زیادہ موافق ہو جاتا ہے تو وہ اللہ عزوجل کے مزید قریب ہو جاتا ہے ۔

تیسری وجہ: علم کا ہمیشہ ایسا باقی رہنا کہ وہ کبھی نہ بھولے بے شک اللہ عزوجل کا علم ازلی ،ابدی ہے جس کا بدلنا متصور ہی نہیں لہذا جب بندے کو معلومات کا ایسا علم ہو جاتا ہے جو تغیر و تبدل کو قبول نہیں کرتا تو بندہ مزید قرب خداوندی پا لیتا ہے۔

سوال: معلومات کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں وضاحت فرمائیں۔

جواب: **معلومات کی دو قسمیں ہیں:**

متغیرات: وہ معلومات جو بدل سکتی ہیں مثلاً زید کے گھر میں موجود ہونے کا علم لیکن ممکن ہے کہ زید گھر سے نکل جائے اور اس کے گھر میں ہونے کا اعتقاد باقی ہو اس صورت میں یہ علم جہل ہو کر بجائے کمال کے نقص بن جائے گا ،لہذا جب تم کسی چیز کے بارے میں اعتقاد رکھو اور تمہارا اعتقاد اس کے موافق بھی ہو پھر تم یہ تصور کرو کہ وہ چیز تمہارے اعتقاد کے خلاف بدل بھی سکتی ہے تو یوں تمہارا کمال نقص ہو جائے گا اور تمہارا علم جہل کی طرف پلٹ جائے گا۔

ازلیات : وہ معلومات جو بدل نہیں سکتی اس سے مراد معلومات ازلیہ ہیں مثلاً جائز امور کا جائز ہونا ، واجبات کا واجب ہونا ، اور محالات کا محال ہونا یہ تمام معلومات ازلی ہیں کیونکہ واجب کبھی بدل کر جائز نہیں ہوگا یا نہ جائز کبھی محال ہوگا اور نہ ہی کبھی محال بدل کر واجب ہوگا۔

سوال : علم کے ذریعے حب جاہ کا علاج تحریر کیجیے ۔

جواب: علم کے ذریعے علاج کی صورت یہ ہے کہ اس کو جانا جائے کس وجہ سے انسان جاہ و منصب کو پسند کرتا ہے اور وہ سبب ہے لوگوں کی شخصیت اور ان کی دلوں پر کمال قدرت حاصل کرنا یہ کمال باقی رہنے والا نہیں اگر رہے بھی تو موت اس کی انتہا ہے یہ باقی رہنے والے نیک اعمال میں سے نہیں بلکہ بالفرض مشرق سے لے کر مغرب تک زمین کے چپے چپے پر رہنے والا ہر شخص 50 سال تک بھی کسی کو سجدہ کرتا رہے تو انتہا یہ ہوگی کہ نہ ساجد رہے گا نہ ہی مسجود اور اس کا حال ان صاحبان جاہ و منصب کی طرح ہو جائے گا جو اس سے پہلے اپنے چاہنے والوں سمیت مرکز خاص ہو گئے لہذا اس فنا ہونے والی شہرت کے بدلے اس دین کو نہیں چھوڑنا چاہیے جو ابدی زندگی ہے اور جو شخص کمال حقیقی اور کمال وہمی کو سمجھ گیا اس کی نظر میں جاہ و منصب حقیر شے ہیں بلکہ جس شخص کی نظر میں اخرت ہوتی ہے وہ اسے اتنی بھی اہمیت نہیں دیتا جتنی کسی ذرہ کو دی جاتی ہے۔

سوال : عمل کے ذریعے حب جاہ کا علاج تحریر کیجیے۔

جواب: عمل کے ذریعہ علاج کی صورت یہ ہے کہ انسان لوگوں کے دلوں سے اپنی جاہ زائل کرنے کے لئے ایسے کام کرے جس پر لوگ اسے ملامت کریں حتی کہ اس طرح وہ لوگوں کی نظروں میں گر جائے اور اس کے اندر مقبولیت کی لذت کا احساس ختم ہو جائے ، گمنامی اور مخلوق کے دھتکار دینے کو پسند کرے اور اللہ کو جل کے ہاں مقبول ہونے کو کافی سمجھے۔

سوال : بزرگان دین کا اپنی تعریف پر نا خوش ہونے کی کیا وجہ ہے ؟

جواب: بزرگان دین اپنی تعریف کو اس لیے ناپسند فرماتے تھے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس تعریف پر خوش ہونا اللہ عزوجل کی ناراضگی کا سبب نہ بن جائے. اورچونکہ ان کہ دلوں میں یہ خیال رہتا تھا کہ اللہ عزوجل ہمارے

احوال سے باخبر ہے۔ اس لیے وہ مخلوق کی مدح کو قابل نفرت جانتے تھے. کیونکہ حقیقت میں قابل تعریف وہ ہی ہے جو اللہ عزوجل کا مقرب ہے۔

سوال: تعریف کی مذمت پر حدیث مبارکہ تحریر فرمائیں۔

جواب: ایک شخص نے رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالی عَلَیْہِ وَالہ و سلم کے سامنے کسی تعریف کی تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالَی عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس کی تو نے تعریف کی ہے اگر وہ موجود ہوتا اور اپنی تعریف پر خوش ہو جاتا اور اس پر مر جاتا تو دوزخ میں چلا جاتا۔

{ریاء کا بیان}

سوال: ریاکاری کے متعلق 2 فرامین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کریں؟

ریاکاری کی مذمت پر 2 فرامین مصطفیٰ:

- جس عمل میں ذرہ بھر ریا ہو اللہ عزوجل اسے قبول نہیں فرماتا .
- ایک شخص نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کی نجات کس میں ہے؟ ارشاد فرمایا: بندہ لوگوں کو دکھانے کے لیے اللہ عزوجل کی عبادت نہ کرے.

سوال: ریاکاری کے متعلق دو اقوال بزرگان دین تحریر فرمائیں۔

جواب: مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سید نا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو گردن جھکائے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے گردن جھکانے والے ! اپنی گردن اٹھاؤ خشوع (عاجزی) گردنوں میں نہیں بلکہ دلوں میں ہوتا ہے۔

سوال: کون سی چیزوں کے ذریعے ریاکاری ہوتی ہے؟

جواب: مندرجہ ذیل پانچ چیزوں کے ذریعے ریاکاری ہوتی ہے :

(1) بدن کے ذریعے ریاکاری۔

(2) ظاہری ہیئت و صورت کے ذریعے ریاکاری۔

(3) قول کے ذریعے ریاکاری

(4) عمل کے ذریعے ریاکاری

(5) دوستوں اور ملاقاتیوں کے ذریعے ریاکاری۔

سوال: ریاکاری کے کتنے ارکان ہیں؟

جواب: **ریاکاری کے تین ارکان ہیں:**

(1) ریاکاری کا قصد ۔

(2) جس چیز کے ذریعے ریاکاری کی جاتی ہے ۔

(3) جس کے لیے ریاکاری کی جاتی ہے۔

سوال: عبادت کے ذریعے ریاکاری کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟

جواب: **عبادات کے ذریعے ریاکاری کی دو قسمیں ہیں:**

(ا)اصل عبادات کے ذریعے ریاکاری (۲) اوصاف عبادات کے ذریعے ریاکاری۔

سوال: ریاکاری کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں؟

جواب: ریاکاری کی دو قسمیں ہیں:

(1) **جلی:** جلی ریاکاری وہ ہے جو عمل پر ابھارتی اور اس کی ترغیب دیتی ہے اگر چہ ثواب کی نیت ہو۔

(2) **خفی:** خفی ریاکاری وہ ہے جو تنہا عمل پر نہیں ابھارتی لیکن ثواب کی نیت سے کیا جانے والا عمل اس کے سبب آسان ہو جاتا ہے۔

سوال: خوشی کی ایک قسم قابل مذمت خوشی بھی ہے اسکی کی صورت تحریر کریں۔

جواب: اس کی صورت یہ ہے کہ انسان لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام اور مرتبہ پائے جانے کی وجہ سے خوش ہوتا ہے حتی کہ لوگ اس کی تعریف و تعظیم کرتے بڑھ چڑھ کر اس کی ضروریات پوری کرتے اور اٹھنے بیٹھنے میں اس کی ساتھ عزت سے پیش آتے ہیں یہ خوشی ناپسند ہے۔

سوال: اگر دوران نماز ریاکاری پر نادم ہو کر معافی کا طلبگار ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب عمل کی ابتدا ریاکاری سے کی جائے مثلا ایک شخص بے نماز ریکاری کی نیت سے شروع کی اور اسی حالت میں سلام پھیر دیا تو بالاتفاق یہ نماز شمار نہ ہوگی اور اس کی قضا لازم ہے اور اگر دوران نماز اپنے ارادے پر نادم ہو کر معافی کا طلبگار ہو اور نماز مکمل کرنے سے قبل توبہ و استغفار کر لے تو اس کی نماز کے بارے میں تین قول ہیں:

- ❖ایک گروہ کہتا ہے کہ ریاکاری کی وجہ سے اس کی نماز نہ ہی اسے چاہیے کہ دوبارہ پڑھیے
- ❖ایک گروہ کے نزدیک اس پر کچھ لوٹانا واجب نہیں بس دل سے استغفار کرے اور اخلاص کے ساتھ اپنی عبادت مکمل کرے کہ اعتبار عمل مکمل ہونے کا کیا جاتا ہے۔
- ❖ایک گروہ کے نزدیک اس پر افعال یعنی رکوع سجود وغیرہ لوٹانا واجب ہے تکبیر تحریمہ کے علاوہ اس کے تمام افعال فاسد ہو گئے کیونکہ تحریمہ ایک عقیدہ ہے اور ریاکاری دل میں پیدا ہوتی ہے جو اسے ختم نہیں کر سکتی۔

سوال: طالب جاہ و منزلت کے کتنے اور کون کونسے اوصاف ہیں:؟

جواب: طالب جاہ و منزلت کہ تین اوصاف ہیں:

(1) تعریف کو پسند کرتا ہے (2) مذمت کو ناپسند کرتا ہے (3) لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس کی لالچ کرتا ہے

سوال غیر اللہ کے لیے جہاد کرنے کی مذمت پر ایک روایت تحریر فرمائیں۔

جواب: رسول اکرم ، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسلم کا فرمان عالیشان ہے: "جو شخص اونٹ کی رسی کے لئے جہاد کرے تو اس کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔

سوال: ریاکاری کے دنیوی اور اخروی نقصانات تحریر فرمائیں۔

جواب: انسان کو چاہئے کہ ریاکاری کے نقصانات اور اس کے سبب ملنے والی محرومیوں کو پہچانے۔ مثلاً: دل کا سیاہ ہو جانا، فی الحال اعمال صالحہ سے اور آخرت میں اللہ عزوجل کے قرب سے محروم ہو جانا، بڑے عذاب اور اللہ عزوجل کی ناراضی کا حقدار ہونا اور مخلوق کے سامنے رُسوا ہونا کہ جب تمام مخلوق کے سامنے اسے کہا جائے گا: "اے گناہ گار! اے دھوکا باز! اے دکھاوا کرنے والے! اللہ عزوجل کی عبادت کے بدلے دنیا خرید تے

ہوئے تجھے حیا نہ آئی ...؟ " اللہ عزوجل کی عبادت کا مذاق بنا کر تو لوگوں کے دلوں کا مالک بنا، تو نے اللہ عزوجل کو ناراض کر کے بندوں کی محبت حاصل کی، اللہ عاجل کے ہاں عیب دار ہو کر بندوں کے لئے زینت اختیار کی، اللہ عزوجل سے دور ہو کر بندوں کے قریب ہوا، اللہ عزوجل کے ہاں مذمت کا حقدار ہو کر لوگوں سے تعریف حاصل کی اور اللہ عزوجل کی ناراضی کی پروا نہ کرتے ہوئے تو نے بندوں کی رضا و خوشنودی کی طلب کی، کیا تیری نظر میں اللہ عزوجک کا رتبہ سب سے کمتر تھا۔۔ !(معاذ اللہ)

سوال: ریاکاری کی عملی دوا تحریر کریں۔

جواب: ریاکاری کی عملی دوا یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کو عبادت چھپانے کا عادی بنائے اور اس کی خاطر دروازہ ایسے بند رکھے جیسے گناہ چھپانے کی خاطر رکھتا ہے حتیٰ کہ اس کے یہ بات قرار پکڑ جائے کہ اللہ عزوجل عبادت سے باخبر ہے اور نفس غیر اللہ کے سامنے عبادات ظاہر کرنے کی چاہت نہ کرے ۔

سوال : ریاکاری کو دور کرنے کے امور تحریر کریں ؟

جواب : **ریا کاری کو دور کرنے کے لیے تین امور درکار ہیں۔**

(1)اس کی آفت کی معرفت و پہچان۔ (2) اس سے نفرت و کراہت (3) انکار۔

سوال ذکرالٰہی کا حق کیا ہے؟

جواب: حق تو یہ ایک انسان دل کو شیطان سے بچانے اور اس کی دشمنی دل میں راسخ کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لے جب انسان اس کے مطابق سچے دل سے عمل کرے گا اور شیطان سے دشمنی دل میں راسخ ہو جائے گی تو اب پوری توجہ کے ساتھ اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول ہو جائے گا اور دل میں شیطانی حملے کا خوف نہ رکھے کیونکہ وہ شیطان کی عداوت اور دشمنی کو اچھی طرح جاننے کے بعد اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول ہوا ہے اب اگر شیطان اس پر حملہ کرتا ہے تو وہ خبردار ہو جائے گا اور شیطانی وار کو بے کار کر دے گا۔

سوال: عمل زائل کرنے کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟

جواب: **عمل ظاہر کرنے کی دو صورتیں ہیں:**

(1) نفس عمل ظاہر کرنا:

لوگوں کو ترغیب دینے کی خاطر ان کے سامنے صدقہ کرنا جیسا کہ ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے درہموں کی ایک تھیلی بارگاہ رسالت میں پیش کی تو ان کو دیکھ کر دیگر لوگوں نے بھی عطیات دیلے اس موقع پر مالک کوثر قاسم نعمت صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اچھا طریقہ جاری کرے اور لوگ اس پر عمل کرے تو اس شخص کے لیے اس کا اجر بھی ہے اور اس کی پیروی کرنے والوں کا بھی۔

(2) فراغت کے بعد اپنا عمل لوگوں کو بیان کرنا:

عمل ظاہر کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ فراغت کے بعد اسے لوگوں میں بیان کیا جائے اس کا وہی حکم ہے جو پہلی صورت یعنی نفس عمل ظاہر کرنے کا ہے بلکہ اس میں خطرہ زیادہ ہے کیونکہ زبان سے مبالغہ ارائی کرنا بہت اسان ہے اور بڑے بڑے دعوں سے نفس بھی خوش ہوتا ہے مگر اس کے حکم میں پہلی صورت کے مقابلے میں اس اعتبار سے کچھ نرمی ہے کہ اس میں زبانی اظہار میرے ریاکاری شامل ہو بھی جائے پھر بھی عمل فاسد نہیں ہوتا کیونکہ وہ مکمل ہو چکا اس طرح سے عمل ظاہر کرنا اس شخص کے لیے جائز ہے جس کا دل نور الٰہی سے روشن اور اخلاص سے بھرپور ہو۔

سوال: گناہ چھپانے کی کتنی وجوہات ہیں ان میں سے دو کی وضاحت کریں؟

جواب: گناہ چھپانے کی آٹھ وجوہات ہیں:

پہلی وجہ: انسان اس بات پر خوش ہو کہ اللہ عزوجل نے میرے گناہوں پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ اگر ظاہر ہو جائیں تو غمگین ہو کہ اللہ عزوجل نے پردہ فاش فرما دیا ہے اور خوف زدہ ہو کہ کل بروز قیامت اگر ایسا ہو گیا تو میرا کیا بنے گا کیونکہ حدیث پاک میں ہے: " اللہ عزوجل دنیا میں جس کے گناہوں کی پردہ پوشی فرماتا ہے آخرت میں بھی اس کے گناہ ظاہر نہیں فرمائے گا۔

دوسری وجہ: گناہ چھپانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ظاہر ہونے پر لوگ اس کی مذمت کریں گے جو کہ اسے ناگوار گزرے گا اور وہ غمزدہ ہو جائے گا، نیز اس کا دل و دماغ اللہ عزوجل کی عبادت سے غافل جائے گا کیونکہ

مذمت طبعیت پر ناگوار گزرتی، عقل کو متاثر کرتی اور عبادت سے غافل کر دیتی ہے۔ اسی وجہ سے انسان کو چاہیئے کہ ایسی تعریف کو بھی ناپسند کرے جو اللہ عزوجل کی یاد سے غافل کر دے اور دل پر قبضہ کر کے اسے ذکر الٰہی سے پھیر دے۔

سوال: حیاء کے متعلق حدیث مبارکہ تحریر فرمائیں۔

جواب: 1... الحیاء خَیْرٌ کلہ یعنی حیا مکمل بھلائی ہے۔

2... الحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الاِیْمَان یعنی حیا ایمان کا ایک حصہ ہے ۔

سوال: لوگوں کی محبت کو پسند کرنا کب امر مباح، قابل تعریف اور قابل مذمت ہوتا ہے ؟

جواب: **قابل تعریف:** لوگوں کی محبت کو اس لئے پسند کرے کہ اللہ عزوجل کا تجھ سے محبت فرمانا اس کے ذریعے تجھ پر ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ عزوجل جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔

قابل مذمت: تیرے حج، جہاد اور تیری نماز وغیرہ کی وجہ سے کی جانے والی لوگوں کی تعریف اور ان کی محبت کو پسند کرنا قابل مذمت ہے کیونکہ یہ اللہ عزوجل کی عبادت کے بدلے ثواب کے علاوہ فی الفور عوض چاہتا ہے۔

مباح: تیرا اس بات کو پسند کرنا مباح و جائز ہے کہ لوگ عبادت مخصوصہ معینہ کے علاوہ کسی خوبی کی وجہ سے تجھ سے محبت کریں۔

سوال: عبادات کی کتنی اور کونسی اقسام ہیں ؟

جواب: **عبادت کی دو قسمیں:**

ایک قسم ان عبادات کی ہے جن میں بذات خود لذت نہ ہو جیسے نماز ، روزہ ، حج اور جہاد۔ یہ بنفسہ مشقت اور مجاہدات ہیں، ان میں لذت محض اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگوں کی تعریف کا سبب بنتی ہیں۔

دوسری قسم ان عبادات کی ہے جن میں بعینہ لذت پائی جاتی ہے، زیادہ تر ان کا تعلق بدن کے بجائے مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے جیسے خلافت، قضاء، ولایات ، حساب ، نماز کی امامت، وعظ و نصیحت، درس و تدریس اور صدقہ و خیرات وغیرہ ۔

سوال: انسان کب عمل ترک کرے اور کب بجالائے؟

جواب: جب تک عمل پر ابھارنے والا کوئی دینی سبب موجود ہے اس وقت تک تم عمل کو نہ چھوڑو اور ریاکاری کا مقابلہ کرو۔ اور جب تمہارا نفس اللہ عزّوجل کی تعریف کے بدلے لوگوں کی تعریف کی طرف تمہیں بلائے تو اللہ عزوجل سے حیا کو لازم پکڑ لو کیونکہ اسے تمہارے دل کی خبر ہے اور اگر لوگوں کو تمہارے دل کی حالت کا پتا چل جائے کہ تم صرف ان کی تعریف چاہتے ہو تو وہ تمہیں دُھتکار دیں، لہذا اپنے نفس کو سزا دینے اور اللہ عزوجل سے حیا کے لئے اگر تم عمل کو بڑھا سکتے ہو تو ایسا ضرور کرو اور اگر شیطان تمہیں کہے کہ تم ریا کار ہو تو اس کے جھوٹ اور دھوکے کو فوراً اپنے دل میں موجود ریا کاری کی نفرت ، اس سے انکار و خوف اور اللہ عَزَّوَجَلّ سے حیا کے ذریعے جان لو اور اگر تم دل میں ریاکاری کی نفرت و خوف نہ پاؤ اور نہ ہی کوئی دینی سبب محسوس کرو بلکہ محض ریا کاری ہی کا سبب پاؤ تو عمل کو ترک کر دو ، حالانکہ ایسا ہونا بہت مشکل ہے کیونکہ جو اللہ عزوجل کے لئے عمل شروع کرتا ہے تو اس کے ساتھ اصل ثواب کی نیت ضرور ہوتی ہے۔

سوال: عادل حکمراں کی فضیلت پر دو فرامینِ مصطفے ﷺ تحریر فرمائیں۔

جواب: عادل حکمراں کی فضیلت پر دو فرامینِ مصطفے ﷺ:

- ❖ انصاف کرنے والے حکمراں کا ایک دن اکیلے آدمی کی ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
- ❖ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے لوگ تین قسم کے ہیں ان میں سے ایک انصاف کرنے والا حکمراں بھی ہے۔

سوال: قاضی کتنے طرح کے ہیں؟

جواب: رسول پاک ، صاحب لولاک صلی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: " قاضی تین طرح کے ہیں دو دوزخ میں ہیں اور ایک جنت میں۔

سوال: واعظ کسے کہتے ہیں نیز کون وعظ و نصیحت کرے کون نہیں؟

جواب: **واعظ کی تعریف:۔**

وعظ تو اسے کہتے ہیں جو اپنے کلام اور ظاہری صورت کے ذریعے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت دلائے ۔

واعظ کا حکم :-

وعظ و نصیحت کرنے میں بڑا خوف اور فتنہ ہے اس کا بھی وہی حکم ہے جو حکمرانی کا ہے لہذا وعظ اور نصیحت سے جس کی نیت قدر و منزلت ، چاہت دین کے بدلے مال، فخر کرنا اور شہرت چاہنا ہو اسے چاہیے کہ وہ خواہش کے مخالف نہ کرے حتی کہ اس کا نفس پاک و صاف ہو جائے دین کے معاملے میں پختہ ہو جائے اور اسے اپنے نفس پر فتنے کا خوف نہ رہے تو اب وعظ و نصیحت کرنے کی طرف لوٹ جائے۔

سوال: کسب افضل ہے یا ذکر الہی میں مشغولیت نیز علامات اخلاص بیان کیجیے۔

جواب:اس سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے کہ کسب افضل ہے یا ذکر الہی میں مشغولیت۔

ایک گروہ کا کہنا ہے:- جب دنیاوی آفات سے بچتے ہوئے اس میں اس سے حلال حصہ حال کیا جائے پھر اس سے صدقہ کیا جائے تو یہ دیگر عبادات و نوافل میں مشغول رہنے سے افضل ہے ۔

دوسرے گروہ کا کہنا ہے:- اللہ عزوجل کے ذکر پر ہمیشگی اختیار کرنا افضل ہے اور لین دین اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے۔

پہلی علامت یہ ہے کہ اگر اس کے سامنے ایسا شخص ا جائے جو اس سے اچھا وعظ کرنے والا ہو یا اس سے زیادہ علم رکھنے والا اور لوگوں میں زیادہ مقبول ہو تو اس سے عالم یا واعظ کرنے والے کو خوشی ہو اس سے حسد نہ ہو۔

دوسری علامت ی ہ ہے کہ جب کوئی اعلیٰ عہدیدار اس کی مجلس میں آ جائے تو اس کی وجہ سے اس کی گفتگو میں کوئی فرق نہ آئے بلکہ جیسے پہلے تھا اسی حال پر رہے اور تمام لوگوں کو ایک ہی نگاہ سے دیکھے۔

تیسری علامت یہ ہے کہ وہ اس بات کی چاہت نہ رکھے کہ لوگ راستے اور بازار میں اس کے پیچھے پیچھے چلیں۔

سوال: خوف خدا سے رونا کب ریاکاری ہے اور کب نہیں؟

جواب: ایک جماعت رو رہی ہو تو بندہ ان کو دیکھتا ہے تو اس سے بھی خوف خداوندی کے سبب رونا آ جاتا ہے نہ کہ ریاکاری کی وجہ سے اگر وہ تنہا تلاوت قرآن سنے تو اسے رونا نہیں اتا لیکن لوگوں کا رونا دل کو نرم کر دیتا ہے اسی طرح بعض اوقات تلاوت قرآن ذکر یا دیگر احوال کی وجہ سے چیخنا آہیں بھرنا اور رونا ہوتا ہے ایسا کبھی تو ندامت

و شرمندگی خوف اور حقیقت پر مبنی ہوتا ہے اور کبھی دوسرے کے غم کو اور اپنی سنگ دلی کو دیکھ کر ہوتا ہے لہذا وہ بتکلف آہیں بھرتا روتا اور گڑگڑاتا ہے یہ بھی محمود یعنی اچھا عمل ہے ۔

لیکن بعض اوقات اس میں یہ رغبت بھی شامل ہوتی ہے کہ لوگ اس سے بہت زیادہ غمگین جانے اگر محض یہی سبب ہو تو یہ ریاکاری ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ غم اور دکھ بھی ملا ہوا ہے تو دیکھا جائے گا کہ یہ ریاکاری کو قبول نہیں کر رہا اور اس سے برا جان رہا ہے یا نہیں اگر برا جان رہا ہے تو اس کا رونا دھونا درست ہے اور اگر برا نہیں جان رہا اور دل کا جھکاؤ بھی اس طرف ہے تو اب اس کا ثواب برباد اور کوشش بیکار ہو گئی ۔بلکہ اس کے سبب اس نے خود کو رب عزوجل کے غضب پر پیش کر دیا۔

سوال : لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے والا کیا امید رکھے ؟

جواب: جو شخص لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے اور علمی فائدہ پہنچانے کے ذریعے اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرتا ہے اس کو چاہیے کہ جس کی حاجت کو پورا کر رہا ہے صرف اس کو خوش کرنے پر ہی ثواب کی امید رکھے اور علم سکھانے میں فقط یہ امید رکھے کہ سیکھنے والا اس پر عمل کرے گا تو مجھے ثواب ملے گا جسے علم سکھایا یا جس پر کوئی احسان کیا اس سے شکر تعریف و توصیف اور بدلے کی امید بالکل نہ ہو کیونکہ یہ ثواب کو برباد کر دیتی ہے لہذا جب وہ شاکر سے ہاتھ بٹائے خدمت کرے یا راستے میں ساتھ چلنے کی امید رکھے تاکہ اس کے پیچھے چلنے والے زیادہ ہوں یا کسی اور حاجت میں امید لگائے رکھے تو اس نے اپنا اجر لے لیا اس کے سوا اس کے لیے کوئی ثواب نہیں البتہ وہ ایسی توقع نہ رکھے بلکہ صرف اتنا مقصد ہو کہ یہ علم سیکھ کر عمل کرے گا تو مجھے ثواب ملے گا۔

سوال: علم سیکھنے میں طالب علم کی کیا نیت ہونی چاہیے؟

جواب: طالب علم پر واجب ہے کہ اللہ عزوجل کی حمد، طلبِ ثواب اور رب عزوجل کی بارگاہ میں مقام حاصل کرنے کی نیت رکھے استاد یا مخلوق کے ہاں مقام و مرتبہ کا خواہش مند نہ ہو طالب علم کو چاہیے کہ علم سیکھے تو اللہ کے لیے استاد کی خدمت کرے تو اللہ عزوجل کے لیے یہ نیت نہ ہو کہ استاد کے دل میں جگہ بن جائے اگر وہ چاہتا ہے کہ حصول علم عبادت بن جائے تو یہ طریقہ اختیار کرے۔

سوال: کون سے لوگ حساب سے ایک سال پہلے جہنم میں داخل ہوں گے؟

جواب : حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا چھ قسم کے لوگ ایک سال پہلے جہنم میں داخل ہو جائیں گے عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں اور ارشاد فرمایا:

- امرا ظلم کی وجہ سے۔
- عرب تعجب کی وجہ سے۔
- سردار تکبر کی وجہ سے۔
- تاجر خیانت کی وجہ سے دیہاتی جہالت کی وجہ سے علماء حسد کی وجہ سے۔

سوال: تکبر کی تعریف بیان کریں؟

جواب: جب انسان اپنے لئے بھی اور دوسرے کے لیے بھی مرتبہ و مقام تصور کرے لیکن خود کو اس سے برتر جانے اسے تکبر کہتے ہیں ۔

سوال: انسان کے اپنے دشمن کے معاملے میں کتنی اور کون سی حالتیں ہیں؟

جواب: **انسان کے اپنے دشمن کے معاملے میں تین حالتیں ہیں:**

پہلی حالت: تم طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہو کر دشمن کی برائی چاہو لیکن عقل اور دل طبیعت کے اس میلان کو برا جانے اور نفس حسد پر راضی نہ ہو بلکہ یہ پسند کریں کہ کسی طرح تم سے یہ حسد کی کیفیت ختم ہو جائے یہ حالت یقینا معاف ہے کیونکہ اس میں ادمی کے اختیار میں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

دوسری حالت: تم دشمن کی برائی چاہو اور اس کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کرو چاہے اظہار زبان سے ہو یا دیگر اعضاء سے یہ حسد قطعی طور پر ممنوع ہے ۔

تیسری حالت: دونوں حالتوں کے درمیان حالت ہے تمہارے دل میں حسد ہو اور تمہارے نفس بھی تمہارے حسد پر ناراض یا منکر نہ ہو لیکن تم اپنے اعضاء کو حسد کی پیروی کرنے سے محفوظ رکھو اس حالت کے بارے میں اختلاف ہے ظاہر یہی ہے کہ دشمن سے زوال نعمت کی چاہت زیادہ ہوگی تو گناہ بھی زیادہ ہوگا اگر چاہت کم ہوگی تو گناہ بھی کم ہوگا ۔

{کتاب ذم الکبر والعجب}

{تکبر کی مذمت}

سوال: تکبر کے متعلق دو فرامینِ مصطفےٰ ﷺ تحریر فرمائیں۔

جواب: تکبر کے متعلق دو فرامینِ مصطفےٰ ﷺ

❖ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور وہ شخص جہنم میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو۔

❖ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: بڑائی میری چادر اور عظمت میرا تہبند ہے جو کوئی ان میں کسی ایک کے بارے میں بھی مجھ سے جھگڑے گا تو میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا اور مجھے اس کی کوئی پروا نہیں

سوال: تکبر کے متعلق دو فرامینِ بزرگان دین تحریر فرمائیں۔

جواب: حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو ہرگز حقیر نہ جانے کیونکہ جو شخص (بظاہر) مسلمانوں کے ہاں چھوٹا دکھائی دیتا ہے وہ اللہ عزوجل کے ہاں بڑا ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے جب جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: ”تو ہر متکبر پر حرام ہے۔

سوال: عاجزی کی فضیلت پر حدیث مبارکہ تحریر فرمائیں۔

جواب: اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو محتاج نہ ہونے کے باوجود عاجزی کرے اور اپنا مال گناہوں میں خرچ نہ کرے، محتاج و مسکین پر رحم کرے اور فقہا واہل علم سے میل جول رکھے۔

سوال: متکبر سے ظاہر ہونے والے اعمال کونسے ہیں؟

جواب: جب انسان دوسروں کے مقابلے میں خود کو بڑے مرتبے والا سمجھتا ہے تو دوسروں کو حقیر جانتا ہے اور ان کو اپنے آپ سے دور کرتا ہے۔ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا پسند نہیں کرتا۔ جب تکبر بڑھ جاتا ہے تو اس کا خیال یہ ہوتا ہے کہ دوسرا شخص اس کے سامنے جھک کر کھڑا ہو اور یہ اس کا حق ہے۔ جب تکبر میں مزید اضافہ ہوتا ہے تو ان لوگوں سے خدمت لینے کو بھی باعث عار سمجھتا ہے اور ان کو اپنے سامنے کھڑا ہونے

کا اہل نہیں سمجھتا بلکہ ان سے چوکیداری کی خدمت لینا بھی مناسب نہیں سمجھتا۔ اگر تکبر کچھ کم ہو تو دوسرے کو اپنے برابر مقام دینا ناپسند کرتا ہے، تنگ راستوں میں اس سے آگے بڑھتا ہے ، مجالس میں اس سے اونچی جگہ بیٹھتا ہے اور اس انتظار میں رہتا ہے کہ سلام میں وہ پہل کرے، اگر وہ اس کے کام کاج کرے تو کوتاہی کو ناممکن تصور کرتا ہے، اگر وہ کبھی کوتاہی کر دے تو اس پر تعجب کا اظہار کرتا ہے، اگر وہ اس کے سامنے دلیل پیش کرے یا بحث و مباحثہ کرے تو اس کو جواب دینا مناسب نہیں سمجھتا، اگر وہ نصیحت کرے تو قبول کرنا گوارا نہیں کرتا اور اگر خود دوسروں کو نصیحت کرے تو نہایت سختی سے کام لیتا ہے اور اس کی بات کو اگر رد کر دیا جائے تو سخت غصے میں آجاتا ہے، اگر یہ استاد ہو تو شاگردوں کے ساتھ نرمی نہیں برتا، ان کو ذلیل جانتا ہے اور جھڑکتا ہے، ان پر احسان جتلاتا اور ان سے خدمت لیتا ہے اور عام لوگوں کو اس طرح دیکھتا ہے جیسے وہ گدھے ہوں یعنی ان کو جاہل اور حقیر گمان کرتا ہے۔

سوال: مُتَکَبَّر عَلَیہ کے اعتبار سے تکبر کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟

جواب: متکبر علیہ (یعنی جس پر تکبر کیا جاتا ہے) اس کے اعتبار سے تکبر کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: اللہ عَزَّوَجَلَّ پر تکبر کرنا:۔

تکبر کی یہ قسم تمام قسموں میں سب سے بری ہے اور اس کا باعث محض جہالت اور سرکشی ہے جیسے نمرود کا تکبر۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ آسمانوں کے رب سے لڑے گا۔ سرکشی کے ایسے واقعات کئی جاہلوں سے منقول ہیں بلکہ رب ہونے کے تمام دعویداروں کی سرکشی کا یہی عالم ہے جیسے فرعون وغیرہ۔

دوسری قسم: رسولوں پر تکبر کرنا:۔

یعنی اپنے نفس کو باعزت خیال کرنا اور بلند سمجھنا اور یوں تصور کرنا کہ عام لوگوں جیسے ایک انسان کا حکم کیسے مانا جائے؟ بسا اوقات یہ بات غور و فکر سے روک دیتی ہے۔ یوں وہ شخص تکبر کے باعث جہالت کے اندھیرے میں بھٹکتا رہتا ہے اور اطاعت سے روگردانی کرتا ہے اور اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے۔ کبھی معرفت کے باوجود اطاعت سے رک جاتا ہے، اس کا نفس اسے حق کے سامنے جھکنے اور رسولوں کے سامنے عاجزی کرنے سے روک دیتا ہے۔

تیسری قسم: عام بندوں پر تکبر کرنا:۔

اس کی صوت یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور دوسروں کو حقیر جانے اور اس کا نفس دوسروں کے سامنے عاجزی کرنے سے انکار کرے اور دوسروں پر برتری کے اظہار کی طرف بلائے۔ جب بندہ اس میں مبتلا ہوتا ہے تو دوسروں کو حقیر اور چھوٹا سمجھنے لگتا ہے اور اپنے ساتھ ان کی برابری کو نا پسند جانتا ہے۔

سوال: عام بندوں پر تکبر کے برا ہونے کی کتنی اور کون کونسی وجاہت ہیں؟

جواب: عام بندوں پر تکبر کے برا ہونے کی دو وجوہات ہیں:۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ بڑائی، ذاتی عزت و عظمت اور حقیقی بلندی تو مالک و قادر عزوجل کے علاوہ کسی کے لائق نہیں کیونکہ بندہ فی نفسہ مملوک، کمزور اور عاجز ہے (بذات خود خیر وشر میں) سے کسی چیز پر قادر نہیں۔

دوسری وجہ: عام بندوں پر تکبر کے برا ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ تکبر اللہ عزوجل کے احکام کی مخالفت کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ متکبر آدمی جب کسی بندے سے حق بات سنتا ہے تو اسے قبول کرنے میں عار محسوس کرتا ہے بلکہ اسے جھٹلانے کی کوشش کرتا ہے۔

سوال: عَظِیمُ الْقَرْیَتَیْنِ" سے کون مراد ہیں؟

جواب: حضرت سیدنا قتادہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: عَظِیمُ الْقَرْیَتَیْنِ" یعنی دو شہروں کے بڑے آدمی" سے ولید بن مغیرہ اور ابو مسعود ثقفی مراد ہیں۔

سوال: تکبر پر ابھارنے والے ظاہری اسباب کتنے ہیں؟

جواب: تکبر پر ابھارنے والے ظاہری اسباب سات ہیں:

(1) علم کے ذریعے تکبر

(2) مال اور عبادت کے ذریعے تکبر

(3) حسب و نسب کے ذریعے تکبر

(4) حسن و جمال کے ذریعے تکبر

(5) مال کے ذریعے تکبر

(6) دوست احباب کے ذریعے تکبر

(7) طاقت کے ذریعے تکبر

سوال: تکبر پر ابھارنے والے باطنی اسباب کتنے ہیں ؟

جواب: تکبر پر ابھارنے والے باطنی اسباب چار ہیں:

جواب: (1) خود پسندی (2) کینہ (3) حسد (4) ریاکاری

سوال: تکبر کے علاج کے کتنے طریقے ہیں :

جواب: تکبر کے علاج کے دو طریقے ہیں:

❖ پہلا طریقہ : دل میں موجود تکبر کے درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔

❖ دوسرا طریقہ : ان اسباب کو ختم کرے جو دوسروں پر تکبر کا باعث بنتے ہیں۔

سوال: نیکی کی دعوت دیتے وقت تکبر سے بچانے والی باتیں تحریر فرمائیں۔

جواب: اس وقت تکبر سے نجات پانے کا طریقہ یہ ہے کہ جب تم کسی بدعتی یا فاسق کو دیکھو یا انہیں نیکی کی دعوت دو اور برائی سے منع کرو تو تین باتیں ذہن نشین رکھو:

❖ پہلی بات یہ ہے کہ تم اپنے سابقہ گناہوں اور خطاؤں کی طرف نظر کرو جو تم سے سرزد ہو چکی ہیں تا کہ تم خود اپنی نظروں میں حقیر ہو جاؤ۔

❖ دوسری بات: یہ کہ جن باتوں کی وجہ سے تمہیں ان پر فضیلت حاصل ہے مثلاً: علم، صحیح عقیدہ اور عمل صالح تو ان کے متعلق یوں تصور کرو کہ تمہیں اللہ عزوجل نے یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں، لہذا یہ اس کا احسان ہے اس میں تمہارا کوئی کمال نہیں۔ جب تم یہ خیال کرو گے تو تم خود پسندی سے محفوظ ہو جاؤ گے اور جب تم خود پسندی سے محفوظ ہو جاؤ گے تو تکبر سے بھی بچ جاؤ گے۔

❖ تیسری بات یہ ہے کہ نہ تمہیں اپنے انجام کی خبر ہے نہ اس کے انجام کی جس پر تم تکبر کر رہے ہو۔ ممکن ہے کہ تمہارا خاتمہ اچھا نہ ہو اور اس کا خاتمہ اچھا ہو۔

{خود پسندی کی مذمت}

سوال: خود پسندی کی مذمت میں فرامینِ مصطفےٰ ﷺ تحریر فرمائیں۔

جواب: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس امت کے آخر کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سیدنا ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جائے ، خواہش نفس کی پیروی کی جائے اور ہر رائے دینے والا اپنی رائے کو پسند کرے تو اس وقت تم اپنی فکر کرو۔

سوال: خود پسندی کی تعریف اور آفت بیان کریں۔

جواب: خود پسندی سے مراد اپنی ذات، شخصیت، روپ یا صلاحیتوں سے حد سے زیادہ متاثر ہونا اور خود کو دوسروں سے بہتر یا بڑا سمجھنا ہے۔

خود پسندی کی آفات: خود پسندی کی آفتیں بہت زیادہ ہیں خود پسندی تکبر کی طرف لے جاتی ہے کیونکہ یہ تکبر کے اسباب میں سے ایک سبب ہے اور تکبر سے بے شمار آفتیں جنم لیتی ہیں۔ خود پسند آدمی گناہوں کو بھول جاتا ہے اور نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا ہے بعض گناہوں کو یہ سوچ کر بالکل بھول جاتا ہے کہ انہیں یاد کرنے کی حاجت نہیں اور بعض گناہ جو اسے یاد ہوتے ہیں اسے چھوٹا خیال کر کے ان کے ازالے اور تلافی کی کوشش نہیں کرتا بلکہ یہ گمان کرتا ہے کہ اسے بخش دیا جائے گا۔

سوال: آدمی گناہ گار کب ہوتا ہے؟

جواب: ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا آدمی گناہ گار کب ہوتا ہے ؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فرمایا: ” جب اسے یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ نیک ہے۔

سوال: گناہ کتنے قسم کے ہیں؟

جواب: گناہ دو قسم کے ہیں: (ا) وہ گناہ جو غضب الٰہی کا باعث ہوں۔ ایسے گناہوں کی شفاعت کی اجازت کسی کو نہیں ملے گی۔ (۲) وہ گناہ جو شفاعت سے معاف ہو جائیں۔ جیسے دنیوی بادشاہوں کا معاملہ ہے کہ بعض خطائیں اور مجرم ایسے ہوتے ہیں جن پر بادشاہ کو اس قدر غصہ آتا ہے کہ اس کے تمام مقربین سفارش کرنے کی مجال نہیں رکھتے۔

سوال: خودپسندی کے کتنے اور کون کونسے اسباب ہیں؟

جواب: **خودپسندی کے آٹھ اسباب ہیں:**

(1) خود پسندی کا پہلا سبب اپنے بدن کے سلسلے میں خود پسندی کا اظہار کرنا ہے یعنی حسن و جمال، شکل و صورت، صحت، قوت، تناسب اعضاء ، حُسن صورت اور اچھی آواز پر اترانا۔

(2) خود پسندی کا دوسرا سبب اپنی طاقت و قوت پر ناز کرنا ہے۔

(3) خود پسندی کا تیسر اسبب اپنی عقل اور ذہانت پر خود پسندی اور دین ودنیا کے حوالے سے باریک امور کو سمجھ لینے پر اترانا ہے۔

(4) خود پسندی کا چوتھا سب عالی نسب ہونے پر فخر کرنا ہے مثلاً ہاشمی ہونے پر اترانا حتی کہ بعض لوگوں نے تو یہ خیال کر لیا ہے کہ وہ اپنے نسبی شرف اور آبا و اجداد کے سبب نجات پا جائیں گے اور انہیں بخش دیا جائے گا اور بعض عالی نسب اس گمان میں مبتلا ہیں کہ تمام لوگ ان کے غلام اور نوکر ہیں۔

(5) خود پسندی کا ایک سبب ظالم بادشاہوں اور ان کے مدد گاروں کے ذریعے اترانا اور اہل دین اور اہلِ علم کی طرف اپنی نسبت کو اہمیت نہ دینا ہے۔ یہ انتہائی درجہ کی جہالت ہے۔

(6) خود پسندی کا ایک سبب اولاد، نوکر چاکر ، قبیلے ، عزیز و اقارب، مدد گاروں اور اتباع کرنے والوں کی کثرت پر اترانا ہے۔

(7) خود پسندی کا ایک سبب مال پر اتراتا ہے۔

(8) خود پسندی کا آٹھواں سبب اپنی غلط رائے پر اتر آتا ہے۔

تمت بالخیر

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيب! صَلَّي اللهُ تَعَالٰي عَلٰي مُحَمَّد